جب حق تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دونوں مساوی درجہ رکھتے ہیں تو پھر عقلاً عبادت و معصیت میں سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دینی محال ہوگی اسی لئے تو مادیت کے قائل لذتیت ہی کو حسن وصواب کا معیار قرار دیتے ہیں اور ع خوش باش دمے کہ زندگانی امینست، کے قائل نظر آتے ہیں اور حقیقت میں بعض وجوہ بھی ایسی نظر آتی ہیں جن سے بظاہر عبادت پر عذاب ہونے کا بھی شبہ ہو سکتا ہے ایک وجہ یہ ہے کہ ممکن ہے کہ خدا نے انسان کو پیدا ہی اس غرض کے لئے کیا ہو کہ وہ شہوات نفسانی اور عیش و عشرت میں اپنی زندگی بسر کرے اور جہاں تک ہو سکے ہوائے نفسانی کے اسباب مہیا کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھے اگر اس کی یہ غرض ہو تو خدا کی عبادت میں مشغول ہونا اور نفس کو زہد و ریاضت کی قیود میں مقید کرنا یہ سب کچھ مقتضائے زندگی کے خلاف اور اس وحدہ لاشریک لہ کی معصیت میں داخل ہوگا!

"دوسری وجہ یہ ہے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ذی اقتدار بادشاہ کی مدح کرتے ہوئے اس کی تمام صفات و اخلاق و اطوار نشست و برخاست کے تمام رازوں کا ذکر کرے اور اس کے پوشیدہ بھیدوں کا افشار کرے تو بجائے اس کے کہ اس کو مدح پر انعام دیا جائے وہ زجر و توبیخ کا مستحق قرار پائے گا اور بادشاہ اس کو کہے گا کہ تمہیں کیا حق ہے کہ بادشاہوں کے شخصی امور اور خانگی معاملات کے افشار کے در پے ہو گئے؟ تم ایک ادنیٰ اور ذلیل حیثیت کے آدمی ہو کر بادشاہوں کے آگے اس قدر بے حیائی اور بے شرمی کے ساتھ پیش آنے کی جرأت کرتے ہو! تمہاری یہ سزا ہے کہ تمہارا سر فوراً اڑا دیا جائے!! تو جب دنیوی بادشاہوں کا یہ حال ہے کہ اگر معمولی آدمی ان کی مدح کرے تو وہ اس کو عار سمجھتے ہیں تو اس بادشاہوں کے بادشاہ ذوالجلال والاکرام کا یہ وصف کیوں کر نہ ہوگا؟ کیونکہ جو شخص اس کی معرفت کا درپے ہوتا ہے وہ اس کی صفات و افعال اور اس کی خصوصیات کا کھوج لگاتا ہے اور اس کی حکمتوں اور بھیدوں کے ہر پہلو پر محققانہ نگاہ ڈالنا چاہتا ہے! ظاہر ہے کہ ہر شخص کا یہ منصب نہیں! تو پھر اس کی معرفت کا اصل معیار کیا قرار دیا جائے اس سے صاف ظاہر ہے کہ طاعت و معرفت کا وجوب بجز شریعت کے اور کسی چیز سے ثابت نہیں

کیا جا سکتا! فافہم وتدبر!

اس بیان پر ایک عقلی اعتراض وارد ہوتا ہے اور وہ یہ ہے: اگر عقل کے ذریعہ خدا کا عرفان اور اس کی عبادت کا وجوب ثابت نہیں ہو سکتا تو پھر انبیار علیہم السلام کا مبعوث ہونا بے فائدہ ہوگا اس کی دلیل یہ ہے کہ جب انبیار نے اپنی صداقت کے ثبوت میں معجزے پیش کئے تو چونکہ عقلاً عرفان حق ناممکن ہے اس لئے ان کی طرف توجہ کرنے اور ان پر غور کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور بغیر نظر و توجہ کے شریعت بھی حاصل نہیں ہو سکتی، اور اگر ان کی طرف توجہ واجب ہے تو پھر یہ شرعاً ہی واجب ہوگی مگر شرع کا ثبوت تو معجزہ پر منحصر ہے اور معجزہ کو دیکھنے اور اس پر توجہ کرنے کا وجوب بغیر شرع کے ثابت نہیں ہو سکتا نتیجہ یہ ہوا کہ شرع کا ثبوت معجزہ پر موقوف اور رویت معجزہ کا وجوب شرع پر منحصر ہوا یہ دور ہے جو محال ہے۔

اسی اعتراض کو دوسرے الفاظ میں یوں ادا کیا جا سکتا ہے: "جب اطاعت و معرفت کا وجوب بجز شریعت کے اور کسی چیز سے ممکن نہیں اور شریعت اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ مکلف اس میں نظر نہ کرے اور اس کو عقلاً نہ سمجھے) تو اگر مکلف پیغمبر سے کہے کہ عقل مجھ پر فکر و نظر کو واجب نہیں کرتی اور نہ شریعت، بدوں فکر و نظر کے مجھ پر تاثیر کرتی ہے اور نہ میں خود اس کی جرأت کرتا ہوں، تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کیا جواب دے سکتے ہیں؟"

(باقی آئندہ)

توراۃ کے دس احکام اور قرآن کے دس احکام

از

(حضرت مولانا سید مناظر احسن صاحب گیلانی سابق صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن)

(۲)

پھر یہ کہتے ہوئے کہ

"اگر تو خداوند اپنے خدا کی بات سنے تو یہ سب برکتیں تجھ پر نازل ہوں گی"

پھر برکتوں کی تفصیل کرتے ہوئے کہا گیا کہ

"تو اندر آتے وقت مبارک ہوگا اور باہر جاتے وقت بھی مبارک ہوگا خداوند تیرے دشمنوں کو جو تجھ پر حملہ کریں گے، تیرے روبرو شکست دلائے گا وہ تیرے مقابلہ کو تو ایک ہی راستہ سے آئیں گے پر سات راستوں سے ہو کر تیرے آگے سے بھاگیں گے"

آخر میں ہے کہ

خداوند تیری اولاد کو اور تیرے چوپاؤں کے بچوں کو اور تیری زمین کی پیداوار کو خوب بڑھا کر تجھ کو برومند کرے گا، خداوند آسمان کو جو اس کا اچھا خزانہ ہے تیرے لئے کھول دے گا کہ تیرے ملک میں مینہ برسائے اور وہ تیرے سب کاموں میں جن میں تو ہاتھ لگاتے برکت دے گا، اور تو بہت سی قوموں کو قرض دے گا پر خود قرض نہیں لے گا، اور خداوند تجھ کو دُم نہیں بلکہ سر ٹھیرائے گا"

اسی کے مقابلہ میں "لعنت" بنی اسرائیل کو ان الفاظ میں سنائی گئی یعنی یہ کہتے ہوئے کہ

اگر تو ایسا نہ کرے کہ خداوند اپنے خدا کی بات سن کر اس کے سب احکام اور آئین جو آج کے دن میں تجھ کو دیتا ہوں احتیاط سے عمل کرے تو یہ سب لعنتیں تجھ پر نازل ہوں گی۔

لعنتوں کے سلسلے میں ان کو سنایا گیا کہ

تو اندر آتے لعنتی ٹھہرے گا اور باہر جاتے بھی لعنتی ٹھہرے گا، خداوند ان سب کاموں میں جن میں تو ہاتھ لگائے لعنت اور اضطراب اور پھٹکار کو تجھ پر نازل کرے گا جب تک کہ تو ہلاک ہو کر جلد نیست و نابود نہ ہو جائے۔

پھر برکت کے الفاظ کے مقابلہ میں "لعنت" کے اندر اس قسم کے فقرات پائے جاتے ہیں کہ

خداوند تیرے دشمنوں سے تجھ کو شکست دلائیگا تو ان کے مقابلہ کے لئے ایک ہی راستہ سے جائے گا اور ان کے سامنے سے سات سات راستوں سے ہو کر بھاگے گا۔

پھر مختلف وباؤں، امراض وغیرہ کا ذکر کر کے آخر میں کہا گیا کہ

تو اپنے سب دھندوں میں ناکام رہے گا اور تجھ پر ہمیشہ ظلم ہی ہوگا اور تو لٹتا ہی رہے گا اور کوئی نہ ہوگا جو تجھے بچائے

اسی سلسلے کے الفاظ میں

تو گھر بنائے گا پر اس میں بسنے نہ پائے گا، تو تاکستان لگائے گا، پر اس کا پھل استعمال نہ کرے گا تیرا بیل تیری آنکھوں کے سامنے ذبح کیا جائے گا، پر تو اس کا گوشت نہ کھانے پائے گا، تیرا گدھا تجھ سے زبردستی چھین لیا جائے گا اور تجھ کو پھر نہ ملے گا، تیری بھیڑیں دشمنوں کو ہاتھ لگیں گی، اور کوئی نہ ہوگا جو تجھ کو بچائے، تیرے بیٹے اور بیٹیاں دوسری قوم کو دی جائیں گی اور تیری آنکھیں دیکھیں گی اور سارے دن ان کے لئے ترستے ترستے رہ جائیں گی اور تیرا کچھ بس نہ چلے گا،

پھر اسی نوعیت کے دردناک، دل دہلانے والے آفات و مصائب کے بعد آخر میں برکت کے الفاظ کو یوں الٹ دیا گیا ہے کہ

وہ تجھ کو قرض دے گا، پر تو اسے قرض نہ دے سکے گا، وہ سر ہوگا اور تو دم ٹھہرے گا ۲۸ - ۴۴ استثنا

پھر ان الفاظ کے بعد

چونکہ تو خداوند اپنے خدا کے ان حکموں اور آئین پر جن کو اس نے تجھے دیا ہے عمل کرنے کے لئے اس کی بات نہ سنے گا، اس لئے یہ سب لعنتیں تجھ پر پڑی رہیں گی اور تجھ کو لگیں گی، جب تک تیرا ناس نہ ہو، اور وہ تجھ پر اور تیری اولاد پر سدا نشان اور اچنبھے کے طور پر رہیں گی۔

لعنت کا خاتمہ ان فقروں پر ہوا ہے

ان قوموں کو جو غالب آئیں گی ان کے بیچ تجھ کو چین نصیب نہ ہوگا، اور نہ تیرے پاؤں کے تلوے کو آرام ملے گا، بلکہ خداوند تجھ کو وہاں لرزاں آنکھوں کی دھندلاہٹ اور جی کا کڑھن دے گا اور تیری جان دبدھے میں اٹکی رہے گی اور تو رات دن ڈرتا رہے گا اور تیری زندگانی کا کوئی ٹھکانہ نہ ہوگا اور تو اپنے دلی خوف اور نظاروں کے سبب جنکو اپنی آنکھوں سے دیکھے گا۔ صبح کو کہے گا کہ اے کاش! شام ہوتی اور شام کو کہے گا کہ اے کاش! صبح ہوتی ۲۸۔ ۶۷۔ استثنار

کہا گیا ہے کہ مذکورہ بالا باتوں کو پیش کرکے بنی اسرائیل سے حضرت موسیٰ نے کہا میں آج کے دن آسمان و زمین کو تمہارے برخلاف گواہ بناتا ہوں کہ میں نے زندگی اور موت کو اور "برکت و لعنت" کو تیرے آگے رکھا ہے (استثنار ۳۰۔ ۱۹)

اسی سلسلہ میں، ایک پر جلال، لرزہ انگن نظم یا گیت بھی اسی کتاب استثنار میں درج ہے نظم کے لئے تو اصل کتاب ہی کو دیکھئے اس کے بعض اجزار یہاں بھی نقل کئے جاتے ہیں ابتدا ان الفاظ سے گیت کی ہوئی ہے

"کان لگا ؤ اے آسمانو! میں بولوں گا
" اور زمیں مرے منہ کی باتیں سنے

پھر اس قسم کے لطیف و نازک شاعرانہ تعبیروں کے بعد مثلاً

مری تعلیم مینہ کی طرح برسے گی
مری تقریر شبنم کے مانند ٹپکے گی

جیسے نرم گھاس پر پھوار پڑتی ہے

اور سبزی پر جھڑیاں

ان کے بعد خدا کے احسانات جو بنی اسرائیل پر کئے گئے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے پھر ان ہی لعنتوں کو گیت میں دھرایا گیا ہے۔

خداوند کی طرف سے اعلان کرایا گیا ہے کہ

میں ان پر آفتوں کا ڈھیر لگاؤں گا، اپنے تیروں کو ان پر ختم کردوں گا۔ وہ بھوک کے مارے گھل جائیں گے ... میں ان پر درندوں کے دانت اور زمین پر سرکنے والے کیڑوں کو چھوڑوں گا، باہر وہ تلوار سے مریں گے اور کوٹھریوں میں خوف سے۔"

اسی میں ایک مصرعہ یہ بھی ہے کہ

ان کا تذکرہ میں نوع بشر سے مٹا ڈالوں گا

جیسا کہ میں نے عرض کیا "برکت و لعنت" کے یہ قصے صرف ایک کتاب استثنا ہی کی حد تک محدود نہیں ہیں بلکہ خروج و احبار ان دونوں کتابوں میں الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ ہم ان ہی چیزوں کو پاتے ہیں۔ خصوصاً خروج ۳۴۔ ۳۴ میں یہ دلچسپ بات ہے کہ دس احکام کو پتھر کی تراشی ہوئی دو لوحوں میں لکھ کر موسیٰ کے حوالہ کی گئیں تو اس کے بعد

خداوند ابر میں ہو کر اترا، اور اس کے ساتھ وہاں کھڑے ہو کر خداوند کے نام کا اعلان کیا۔"

آگے ہے کہ

اور خداوند اس کے (موسیٰ کے) آگے یہ پکارتا ہوا گذرا

کیا پکارتے ہوئے گذرا؟

خداوند، خداوند، خدائے رحیم اور مہربان قہر کرنے میں دھیما اور شفقت اور وفا میں غنی، ہزاروں پر فضل کرنے والا، گناہ اور تقصیر اور خطا کا بخشنے والا۔"

اس کے ساتھ گذرتے ہوئے خداوند خدائے بنی اسرائیل نے یہ بھی کہا کہ

لیکن وہ مجرم کو ہرگز بری نہ کرے گا

پھر کیا کرے گا یہی چیز خاص توجہ کی مستحق ہے اسی کے بعد ہے۔

بلکہ باپ دادا کے گناہ کی سزا ان کے بیٹوں اور پوتوں کو، تیسری اور چوتھی پشت تک دیتا ہے۔ خروج ۳۴-۷،

اور جیسے خروج میں یہ ہے، احبار میں اسی لعنت کے سلسلے میں اس قسم کے فقرے بھی پائے جاتے ہیں، مثلاً

تمہارے گناہوں کے باعث تم کو سات گنی سزا اور دوں گا ۲۶ - ۱۹

واقعہ یہ ہے کہ "برکت ولعنت" کا یہی قصہ جو یہود کی موجودہ کتابوں میں سب سے زیادہ نمایاں نظر آتا ہے اور بار بار مختلف کتابوں میں مختلف الفاظ میں کچھ اس طرح ان کا اعادہ کیا گیا ہے کہ مسئلہ "مجازات ومکافات" یعنی اچھے برے عمل کے نتائج کے متعلق قوم یہود میں خاص قسم کے عقائد وخیالات راسخ ہو گئے، ذہن نشین کرنے کے لئے ہم ان کو ایک خاص ترتیب سے درج کرتے ہیں کہ ان ہی کی روشنی میں قرآن کے دس احکام والی سورہ کی آیتوں کا صحیح منشاء جہاں تک میرا خیال ہے واضح ہوتا ہے۔

(۱) چونکہ برکت ولعنت کے مذکورہ بالا بیانوں میں عموماً یہی کہا گیا کہ "سب احکام اور آئین جو آج تجھ کو دیتا ہوں تو احتیاط سے عمل کرے"، تو برکتوں کا اور نہ عمل کرے تو لعنتوں کا مستحق ٹھہرے گا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ "شریعت" کے نام سے جو چیز یہودیوں کو ملی تھی جس میں توحید جیسے اہم دستور حیات کے ساتھ ایسی باتیں بھی ہیں کہ سونے کا شمعدان قربان گاہ کے لئے بنانا جس کے دونوں پہلوؤں سے چھ شاخیں باہر نکلتی ہوں۔

ایک شاخ میں بادام کے پھول کی صورت تین پیالیاں ایک لٹو، اور ایک پھول ہو (خروج ۲۶-۳۲)

اسی طرح قربانگاہ کے پردے پردوں کے کپڑے ان کے رنگ، ان کے تکیے، تکموں کی تعداد شکل وصورت، پھر کاہنوں کا لباس، لباس کا رنگ، کمر کسنے کے رستے کی تفصیل اور طرح طرح

کے جزئیات یہ ساری باتیں براہ راست موسیٰ کی کتاب کے منصوصات کے اجزا ہیں،
یوں ہی بعض متعدی امراض کے متعلق احتیاطی تدبیروں کا ذکر کر کے کہا گیا ہے کہ

کوڑھ کی ہر قسم کی بلا کے اور سعفہ کے لئے اور کپڑے اور گھر کے کوڑھ کے لئے اور ورم اور پیپڑی اور چمکتے ہوئے داغ کے لئے شرع یہ ہے۔" احبار ۱۵-۱۳

ان ہی وجوہ سے یہود کے لئے اہم اور غیر اہم مسائل کی تفصیل دشوار ہو گئی تھی، پردے میں ایک سکھے کی کمی یا کمربند کی رسی کے رنگ کا ہلکا سا اختلاف، بھی ان کو "شریعت" کا ایسا مطالبہ محسوس ہونے لگا کہ اس کی خلاف ورزی کے بعد وہ موسوی "لعنت" کے ظہور کے منتظر بن جاتے تھے

(۳) پھر "برکت ولعنت" کی ان ہی خوش خبریوں، اور دھمکیوں میں بکثرت اسی موجودہ دور کی عبوری زندگی کی نعمتوں اور مصیبتوں کا ذکر بار بار کچھ اس طریقے سے کیا گیا ہے کہ آنے والی زندگی کی جزا اور سزا کے مقابلہ میں ان ہی کی اہمیت یہودیوں میں بہ تدریج بڑھنے لگی، جو مثالیں گذر چکیں ان ہی میں دیکھئے بجز دنیاوی راحت وزحمت کے اور بھی کسی چیز کا ذکر اس میں ملتا ہے احبار نامی کتاب میں اسی برکت ولعنت کی تفصیل میں یہ فقرے پائے جاتے ہیں۔

اگر تم میری شریعت پر چلو اور مرے حکموں کو مانو اور ان پر عمل کرو، تو میں تمہارے لئے بروقت مینہ برساؤں گا اور زمین سے اناج پیدا ہوگا، اور میدان میں درخت پھلیں گے، یہاں تک کہ انگور جمع کرتے وقت تک تم دائے رہو گے اور جو تتے بونے کے وقت تک انگور جمع کرو گے، اور پیٹ بھر روٹی کھایا کرو گے اور چین سے اپنے ملک میں بسے رہو گے، اور میں ملک میں امن بخشوں گا اور تم سب سووگے، تم کو کوئی نہیں ڈرائے گا، اور میں برے درندوں کو ملک سے نیست و نابود کر دوں گا، اور تلوار تمہارے ملک میں نہیں چلے گی

برکت کے ان الفاظ کے بعد اسی کتاب میں "لعنت" کے سلسلے میں کہا گیا کہ

لیکن اگر تم میری نہ سنو، اور ان سب حکموں پر عمل نہ کرو، اور میری شریعت کو ترک کرو، اور تمہاری روحوں کو میرے فیصلوں سے نفرت ہو"

تو تپ دق، بخار وغیرہ کی بیماریوں کے ساتھ ساتھ دھمکایا گیا ہے کہ

میں تمہارا مخالف ہو جاؤں گا اور تم اپنے دشمنوں کے آگے شکست کھاؤ گے اور جن کو تم سے عداوت ہے وہی تم پر حکمرانی کریں گے اور جب تم کو کوئی رگید تا بھی نہ ہو گا تب بھی تم بھاگو گے۔"

آگے اور بہت سی باتوں کے بعد اسی میں ہے کہ

دل میں بے ہمتی پیدا کر دوں گا اور اڑتی ہوئی پتی کی آواز ان کو کھدیڑے گی اور وہ ایسے بھاگیں گے جیسے کوئی تلوار سے بھاگتا ہو حالانکہ کوئی پیچھا بھی کرتا نہ ہو گا، تو بھی وہ گر گر پڑیں گے ۲۶-۳۶

اس میں شک نہیں کہ اپنی زشتی اعمال کے نتائج کو قومیں ان شکلوں میں بھگتتی رہی ہیں اور سمجھا جائے تو آج بھی ان خمیازوں کے بھگتنے والوں کی کمی نہیں ہے۔

لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تورات کے موجودہ نسخے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں ان میں مجازات و مکافات کی مذکورہ بالا دنیاوی شکلیں جو پائی جاتی ہیں، شاید اسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہودیوں میں ایک مستقل فرقہ صدوقیوں کا پیدا ہو گیا جو اخروی زندگی کا منکر تھا اور گو کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء میں صدوقیوں کی تعداد کم تھی لیکن اس کی آخر کیا توجیہ کی جائے کہ موسیٰ علیہ السلام کی طرف آج جو کتابیں بھی منسوب ہیں ہم ان کو بعث بعد الموت (مرنے کے بعد زندہ ہونے کے) اور جنت و دوزخ کے عقیدے سے قطعی طور پر خالی پاتے ہیں اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ صدوقیوں کو اپنے مقصد میں کامیابی ہوئی اور کوئی ایسی صورت گذشتہ تین ساڑھے تین ہزار سال کی مدت میں پیش آئی کہ مذاہب ادیان کے اس متفقہ عقیدہ سے موسیٰ علیہ السلام جیسے اولو العزم صاحب شریعت و رسالت پیغمبر کی طرف منسوب ہونے والی کتابوں سے یہ عقیدہ خارج کر دیا گیا[1]۔

---

[1] جہاں تک یہودیوں کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح علیہ السلام سے تقریباً تین صدی پیشتر جب اسکندریہ بطلیموسی بادشاہوں کے مقبوضہ علاقہ میں فلسطین شامل ہو چکا تھا، یروشلم کے سنہڈرم (علماء مذہب یہود کی باقتدار مجلس کا صدر سوکو کا انٹی گاس نامی آدمی جس کا شمار یہود کے مشاہیر مسلم الثبوت برگزیدہ علماء میں کیا جاتا ہے اسی کے شاگردوں میں صدوق نامی ایک شخص تھا جس نے سوکو کا انٹی گانس کے اس صوفیانہ نقطہ نظر یعنی جنت و دوزخ کے
(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

(۴) اس میں شک نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوبہ کتابوں میں بھی جلال کے ساتھ خالق کائنات کی جمالی شانوں کا تذکرہ کافی بلند آہنگیوں کے ساتھ کیا گیا ہے خروج کا وہ فقرہ کچھ دیر پہلے نقل کر چکا ہوں، جس میں "خدائے رحیم و مہربان" کے الفاظ بظاہر قرآن کی "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" جیسے ہیں، بلکہ ممکن ہے اصل عبرانی زبان میں بجنسہٖ یہی الفاظ ہوں، قرآن ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ خطوط کی ابتداء میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے لکھنے کا رواج بنی اسرائیل میں پایا جاتا تھا، (دیکھئے سلیمان کا مکتوب بنام ملکہ سبا سورہ نمل)

لیکن احکام عشرہ کے ساتھ "برکت و لعنت" کے سلسلے میں جو باتیں کہی گئیں آپ دیکھ چکے کہ ان میں اس کی بھی دھمکی بنی اسرائیل کو دی گئی تھی کہ باپ دادوں کے گناہوں کی سزا ان کی اولاد کو پشتہا پشت تک بھگتنی پڑے گی اور یہ کہ کسی گناہ کی جو مقررہ سزا ہے اس سے سات گنا زیادہ سزا ان کو دی جائے گی، یہ اور اسی قسم کی باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسرائیل کا خدا صرف رب الافواج کا خدا، غیظ و غضب، قہر اور غصہ کا خدا بن کر رہ گیا

"برکت و لعنت" کی خبر دیتے ہوئے ان سے شریعت کے کلیات و جزئیات پر احتیاط کے ساتھ عمل پیرا ہونے کا مطالبہ کیا گیا تھا، جس کی تعمیل میں اپنے آپ کو یہودی قاصر پاتے تھے اور اسی لئے دوامی مقہوریت کہئے یا ملعونیت کی ایک یاس انگیز ذہنی کیفیت میں وہ اپنے آپ کو مبتلا پاتے تھے، ہمارے ہاں کی تاریخوں میں لکھا ہے کہ بنی قریظہ کا یہودی قائد حی بن اخطب قتل کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے پاک ہو کر خدا کی عبادت کی جائے۔

صدوق نے اپنے شیخ کی اس تعلیم کا مطلب یہ نکالا کہ اس زندگی کے بعد کسی دوسری زندگی کا خیال ہی صرف خیال ہے قیامت و بعثت محض پرانے اوہام کی پیداوار ہے اسی صدوق کی طرف منسوب ہو کر صدوقیوں کا فرقہ یہودیوں میں پیدا ہوا جس کے مقابل فریق کا نام فریسی تھا اور یہودیوں میں مذہبی مجادلوں کا بازار گرم رہتا تھا۔ مسیح علیہ السلام کے ظہور کے وقت بھی دونوں فرقوں کا زور یروشلم میں تھا، انجیل میں ان دونوں ناموں فریسی و صدوقی کا ذکر بکثرت کیا گیا ہے ۱۲